

## قرآن مجید میں حقیقت اور مجاز کے بارے میں امام ابن تیمیہ کا موقف

محمد سعید اختر\*

معنوی اعتبار سے الفاظ کے استعمالات اور دلالات کا جائز لیا جائے تو سب سے پہلے یہ امر توجہ طلب ہوتا ہے کہ لفظ، اس کا معنی اور استعمال باہم مر بوط ہیں یا نہیں؟ اور کیا لفظ اسی معنی میں استعمال ہوا ہے، جس کے لیے ماہرین لغت نے اسے وضع کیا تھا یا کسی میں میں اس تھا؟ اسی طرح پھر معنی موضوع لہ یا غیر موضوع لہ واضح ہو گا یا مستور۔ اس اعتبار سے لفظ کی درج ذیل چار اقسام بنتی ہیں:

لفظ موضوع لہ معنی میں استعمال کیا جائے تو وہ حقیقت ہے۔

لفظ غیر موضوع لہ معنی میں استعمال کیا جائے تو وہ مجاز ہے۔

لفظ کا معنی موضوع لہ یا غیر موضوع میں واضح ہو تو وہ صریح ہے۔

لفظ کا معنی موضوع لہ یا غیر موضوع لہ میں مستور ہو تو وہ کنایہ ہے۔

اس اجمال کی تفصیل ذیل میں پیش خدمت ہے:

فقہائے حنفیہ کے نزدیک دلالات کی یہ نوع ”معنوی اعتبار سے الفاظ کے استعمالات“ کے نام موسوم ہے اور یہ دلالات کی تفہیم میں ترتیب کے اعتبار سے تیسرا نمبر پر آتی ہے۔ جمہور اور فقہائے احناف کے نزدیک اس کی درج ذیل چار اقسام ہیں:

۱۔ حقیقت، ۲۔ مجاز، ۳۔ صریح، ۴۔ کنایہ

ان چار قسموں میں سے ہمارے زیر بحث پہلی دو قسمیں ہیں، جن کا تفصیلی ذکر ذیل میں پیش خدمت ہے:

### حقیقت اور مجاز

#### ۱. حقیقت کی لغوی تعریف:

لفظ حقیقت کے معنی: ثابت ہونا، ضروری ہونا اور صحیح ہونا کے ہیں، اس کا مفہاد کلمہ مجاز ہے۔ اس کا وزن فعیلہ بمعنی فاعلہ ہے ایذا ثبت الأمر۔ جب معاملہ ثابت ہو جائے۔ لفظ حقیقت کا معنی ثابت ہونے والا ہے، اس میں

\*پی ایچ ڈی سکالر، شیخ زاید اسلام سسٹر، پنجاب یونیورسٹی لاہور، پاکستان

(ة) علامہ کی ہے: تائیث نہیں ہے، جو وصفیت سے اسمیت کی طرف منقول ہونے کی وجہ سے ہے۔ حقیقتاً لشیء بمعنی: کسی چیز کی اصل ہے۔ قرآن مجید میں ہے: ( حَقْتُ گَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكَافِرِينَ )<sup>(١)</sup> اس آیت میں حق کے معنی ثابت اور واجب ہونے کے ہیں۔<sup>(٢)</sup>

### حقیقت کی اصطلاحی تعریف:

امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں: جو لوگ لفظ کو حقیقت اور مجاز دو قسموں میں تقسیم کرتے ہیں ان کے نزدیک حقیقت کی تعریف یوں ہے۔

هُوَ الْفَظُّ الْمُسْتَعْمَلُ فِيمَا وُضِعَ لَهُ.<sup>(٣)</sup>

لفظ جس معنی کے لیے وضع کیا گیا ہوا سی معنی میں استعمال کیا جائے، تو اسے حقیقت کہتے ہیں۔

ابو اسحاق شیرازی (متوفی: ٦٥٧ھ) حقیقت کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

کل لفظ یستعمل فیما وضع له من غير نقل.<sup>(٤)</sup>

## ②. مجاز

### ماجاز کی لغوی تعریف:

ماجاز فعل جاز سے مفعل کے وزن پر بمعنی فاعل ہے۔ جاز إذا تعدى. اور اس کا نام مجاز اس لیے رکھا گیا ہے کہ یہ حقیقت سے مجاز کی طرف متعدد ہو جاتا ہے۔

لغت میں مجاز جواز کی جگہ کہتے ہیں یا اگر اسے مصدر میں کیا جائے تو صرف جواز کو کہتے ہیں۔<sup>(٥)</sup>

### ماجاز کی اصطلاحی تعریف:

اسی طرح ابن تیمیہ نے مجاز کے قائلین کی جانب سے مجاز کی یہ تعریف نقل کی ہے:

هُوَ الْفَظُّ الْمُسْتَعْمَلُ فِي غَيْرِ مَا وُضِعَ لَهُ.<sup>(٦)</sup>

وہ لفظ جس معنی کے لیے وضع کیا گیا ہوا سی معنی میں استعمال نہ کیا جائے، تو وہ مجاز کہلاتا ہے۔

ابن قدامہ مقدسی کے نزدیک مجاز کی تعریف یہ ہے:

اللفظ المستعمل في غير موضوعه الأصلي على وجه يصح.<sup>(٧)</sup>

جیسا کہ لفظ آسد (شیر) اور جمار (گدھا) جن سے چوپائے مراد لیے جاتے ہیں لیکن جب یہ الفاظ کسی انسان کے لیے بولے جاتے ہیں تو پھر ان کی مراد یکسر مختلف ہوتی ہے کہ اسد سے مراد 'بہادر شخص'، اور جمار سے مراد

بیوقوف شخص، ہوتے ہیں۔

### حقیقت کی اقسام:

عام طور پر حقیقت کی دو اقسام بیان کی جاتی ہیں: ۱۔ حقیقت لغوی ۲۔ حقیقت عرفی، لیکن زیادہ تر علمائے اصول نے حقیقت کی درج ذیل تین اقسام بیان کی ہیں:

۱۔ لغوی ۲۔ شرعی ۳۔ عرفی۔ <sup>(۱)</sup>

اس تقسیم کا سبب یہ ہے کہ ایک لفظ کو اگر ماہرین لغت نے وضع کیا ہے تو وہ حقیقت لغوی ہے، شارع کی جانب سے اگر اس لفظ کا استعمال ہوا ہے تو وہ حقیقت شرعی ہے۔ اسی طرح ایک لفظ کے بارے میں یہ تعین نہ ہو کہ یہ لفظ کس نے وضع کیا ہے؟ لیکن وہ لفظ زبان زد عالم ہو تو وہ حقیقت عرفی کہلاتا ہے۔

۱۔ حقیقت لغوی: کسی لفظ کا اسی معنی میں استعمال ہونا جس معنی کے لیے یہ پہلی مرتبہ لغت میں وضع ہوا تھا، جیسے اسرد، چیر پھاڑ کرنے والے درندے کے لیے وضع ہوا ہے۔

۲۔ حقیقت عرفی: حقیقت عرفی کی تعریف یہ ہے:

هِيَ مَا صَارَ الْفَظُّ ذَالِّا فِيهَا عَلَى الْمُعْنَى بِالْعُرْفِ لَا بِالْلُّغَةِ.

یعنی وہ لفظ جو عرفی معنوں پر دلالت کرنے نہ کر لغوی معنوں پر۔

### حقیقت عرفی کی اقسام:

حقیقت عرفی کی درج ذیل تین اقسام ہیں:

پہلی قسم: حقیقت عرفی جو لغوی معنی سے عام ہو، مثلاً: الرَّقَبَةُ اور الرَّأْسُ لغوی اعتبار سے ان دونوں کا استعمال انسانی جسم میں عضو کے لیے تھا، بعد میں ان کا استعمال پورے جسم کے لیے ہونے لگا۔

دوسری قسم: حقیقت عرفی جو لغوی معنی سے خاص ہو، مثلاً: لفظ الدَّابَّةِ پہلے پہل یہ لفظ لغت میں ہر اس جاندار کے لیے استعمال ہوتا تھا، جو زمین پر رینگ یا گھست کر چلتا تھا پھر بعد میں بعض لوگوں کے عرف میں اس کا استعمال چوپانیوں پر ہونے لگا، اسی طرح بعض کے عرف میں اس کا استعمال گدھے اور بعض کے عرف میں گھوڑے پر ہونے لگا۔

تیسرا قسم: حقیقت عرفی جو لغوی معنی کے مبین (مخالف) ہو لیکن ان دونوں (یعنی حقیقت عرفی اور لغوی) کے درمیان ایک تعلق ہو، مثلاً: الْفَائِطُ اور الظَّعِينَةُ، عربی لغت میں غاٹلز میں پر نیشی مقام کو کہا جاتا ہے، جہاں لوگ قضاۓ حاجت کے لیے جاتے تھے پھر اس مقام کے نام کی جگہ انسانی فضلہ کا نام غاٹلز پڑ گیا۔ اس کی ایک دوسری مثال

یہ ہے کہ ظعینہ جانور کا نام ہے جو بعد میں اس عورت کا نام پڑ گیا جو اس پر سفر کرتی تھی۔<sup>(٩)</sup>

حقیقت عرفی کی مثال: ابن تیمیہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے استدلال کرتے ہیں:

(فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ) <sup>(١٠)</sup>

لفظ خاص سے عام کی طرف منتقل ہو گیا ہے جو حقیقت عرفی کے باب سے ہے اور یہ تمام جسم اور جسم کے تمام اعضا پر بولا جاتا ہے۔<sup>(١١)</sup>

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: (بَدَاهُ مَبْسُوطَانِ).<sup>(١٢)</sup> اس سے مراد سخاوت اور فیاضی کے ہیں جو کہ حقیقت عرفی کے ہی قبیل سے ہے۔<sup>(١٣)</sup>

۳۔ حقیقت شرعی: شریعت میں جو لفظ پہلے پہل جس معنی کے لیے وضع کیا گیا تھا، اسی معنی میں استعمال ہو تو وہ حقیقت شرعی ہے، جیسے لفظ: 'صلاتہ' ہے، یہ لفظ اس مخصوص عبادت کے لیے وضع کیا گیا تھا، جو تکبیر تحریم سے شروع ہوتی ہے اور سلام کے ساتھ ختم ہوتی ہے، اسی طرح لفظ 'ایمان' ہے، جو قول، فعل اور اعمال صالحہ پر مشتمل اعتقد کے لیے وضع کیا گیا ہے۔

### شرعی اصطلاحات میں حقیقت اور مجاز:

رسول اللہ ﷺ کی زبان عربی تھی، قرآن مجید بھی عربی میں نازل ہوا اور اس کے مخاطب بھی عرب تھے، تو کیا شریعت کی جملہ اصطلاحات حقیقی ہیں یا مجازی؟

علامہ سیوطی<sup>ان</sup> میں ایک عمده تفہیق کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

الموضوعات الشرعية كالصلة والزكاة والحج فإنها حقائق بالنظر إلى الشرع مجازات

بالنظر إلى اللغة.<sup>(١٤)</sup>

شرعی موضوعات (اصطلاحات) جیسے صلاة، زکۃ اور حجج میں چنانچہ شریعت کی نظر میں یہ حقیقی ہیں اور لغت کے اعتبار سے یہ مجازی ہیں۔

### اللہ تعالیٰ کے اسماء، صفات اور افعال سے مجاز کی نفی

قرآن مجید میں آیات صفات میں مجاز نہیں پایا جاتا بلکہ ان صفات کو حقیقت پر ہی محو کیا جائے گا نہ کہ مجاز پر۔ اللہ تعالیٰ کی صفات حقیقی ہیں اور اسی طرح ہیں جس طرح اس کی ذات کے لائق ہیں۔<sup>(١٥)</sup>

امام ابن تیمیہ نے توحید اسماء و صفات کے ضمن میں مجموع الفتاویٰ میں مختلف مقامات پر سیر حاصل بحث کی ہے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے جو اسماء و صفات ثابت ہیں، اسی طرح اس کے افعال سب حقیقی ہیں مجازی

نہیں۔ مزید بیان کرتے ہیں: لفظ ایمان کی اعمال پر دلالت حقیقی ہے مجازی نہیں۔<sup>(۱۶)</sup>

### حقیقت اور مجاز کے درمیان مناسبت شرط ہے:

مازاس قید کے ساتھ مشروط ہو گا کہ حقیقی اور مجازی معنوں میں تعلق اور مناسبت ہو اور اگر یہ تعلق اور مناسبت نہیں پائی جاتی تو اس کو مجاز نہیں بلکہ غلطی کہا جائے گا۔ اور یہ مناسبت مجاز کے مقصیات میں سے ہے۔<sup>(۱۷)</sup> جیسے لفظ دم بولا جاتا ہے اور اس سے مجازی طور پر مراد دیت ہوتی ہے۔ کیوں کہ دیت کی تعبیر لفظ دم سے کی جاتی ہے۔<sup>(۱۸)</sup> یعنی ایک لفظ جس کو مجازی معنوں میں استعمال کیا جا رہا ہو اس کا تعلق حقیقی معنوں سے بھی ہوتا ہے۔

### سبب اضافت زائل ہونے کے بعد اضافت حقیقی ہے یا مجازی؟

اس مسئلہ میں اختلاف ہے، اکثر علمائے اصول، قاضی ابو یعلی اور ابن نجاشی فرماتے ہیں کہ سبب اضافت زائل ہو جائے تو یہ مجاز ہے۔<sup>(۱۹)</sup>

امام ابن تیمیہ کا موقف یہ ہے کہ سبب اضافت زائل ہو جانے کے بعد بھی وہ موجب اضافت ہے یعنی اس کی اضافت حقیقی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

(وَأُوْرَثْتُمْ أَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ).<sup>(۲۰)</sup>

بشر کیں کے قبضہ تسلط کے زوال کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس سر زمین، اس کے گھروں اور مال و دولت کا مالک مسلمانوں کو بنادیا، اسی طرح ایک دوسرے مقام پر فرمایا: (وَلَكُمْ نصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُهُمْ).<sup>(۲۱)</sup> مورث کے فوت ہو جانے کے بعد سبب اضافت زائل ہو جانے کے بعد اس ترکہ کی اضافت وارث کی طرف حقیقی ہوتی ہے مجازی نہیں۔

### قرآن مجید، سنت اور لغت میں مجاز کا وقوع

قرآن کریم، سنت اور عربی لغت میں مجاز کے وقوع پر اہل علم کا اختلاف ہے، چنانچہ اس مسئلہ میں علمائے اصول کے چار قول ہیں:

پہلا قول: جمہور اہل علم، اصولیین اور استاذ ابو سحاق کا قول ہے کہ قرآن مجید سنت اور عربی زبان میں مجاز نہیں پایا جاتا۔<sup>(۲۲)</sup>

امام ابن تیمیہ کا بھی یہی قول ہے، ماضی تحریر میں تفسیر اضواء البیان کے مؤلف شیخ شنقطی کا بھی یہی قول ہے بلکہ انہوں نے اپنے اس موقف پر ایک رسالہ بنام: منع جواز المجاز فی المنزل للتعبد والابعاز۔ تحریر فرمایا جو

تفسیر اضواء البیان کے آخر میں موجود ہے۔

**دوسرا قول:** یہ قول ان علمائے کرام کا ہے، جو قرآن و سنت اور عربی زبان میں تفریق کرتے ہیں کہ قرآن میں تو مجاز نہیں ہے، البتہ عربی لغت میں موجود ہے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے اس قول کو حنابلہ میں سے ابو الحسن الجزری، ابن حامد، مالکیہ میں سے محمد بن خویز منداد، ظاہر یوسف میں سے داود بن علی الظاہری اور ان کے بیٹے ابو بکر کی طرف منسوب کیا ہے۔ ایک روایت میں یہ قول امام احمد سے منقول ہے۔

**تیسرا قول:** قرآن مجید، سنت اور عربی زبان سب میں مجاز پایا جاتا ہے۔ یہ قول اکثر علمائے اصول کا ہے۔ یہ قول حنابلہ میں سے قاضی ابو یعلیٰ، ابن عقیل اور ابوالخطاب کا ہے۔ ابن قدامہ نے روضۃ الناظر میں اسی قول کو راجح قرار دیا ہے۔ امام زرکشی نے اس قول کو جمہور کی طرف منسوب کیا ہے۔<sup>(۲۳)</sup>

**پہلے قول کے دلائل:**

جیسا کہ پہلے گزر گیا ہے کہ جمہور اہل علم اور اصولیین کا قول ہے کہ قرآن مجید سنت اور عربی زبان میں مجاز نہیں پایا جاتا۔<sup>(۲۴)</sup> انہوں نے اپنے اس موقف کے لیے جن دلائل سے استدلال کیا ہے وہ ذیل میں پیش

خدمت ہیں:

**پہلی دلیل: امام ابن تیمیہ** فرماتے ہیں:

هو اصطلاح حادث بعد انقضاء القرون الثلاثة لم يتكلم به أحد من الصحابة ولا التابعين لهم بحسان ولا أحد من الأئمة المشهورين في العلم كمالك والشوري والأوزاعي وأبي حنيفة والشافعى بل ولا تكلم به أئمة اللغة والنحو كالمخليل وسيبوه وأبى عمرو بن العلاء ونحوهم.

وأول من عرف أنه تكلم بلغط المجاز أبو عبيدة عمر بن المثنى في كتابه ولكن لم يعن بالجاز ما هو قسم الحقيقة وإنما عن مجاز الآية ما يعبر به عن الآية.<sup>(۲۵)</sup>

حقیقت اور مجاز کی اصطلاح ہی نئی ہے جو پہلی تین صدیاں گزر جانے کے بعد وضع ہوئی ہے جس کے بارے میں صحابہ، تابعین عظام اور علم کے میدان میں مشہور ائمہ جیسے امام مالک، ثوری، اوزاعی، ابو حنیفہ اور شافعی میں سے کسی نے بھی اس کے بارے میں کلام نہیں کیا، بلکہ اس کے بارے میں لغت اور نحو کے ائمہ جیسے غلیل، سیبویہ، ابو عمرو بن العلاء اور ان جیسے دوسرے ائمہ میں سے کسی نے کوئی بات نہیں کی۔

سب سے پہلے ابو عبیدہ عمر بن شنی نے اپنی کتاب میں مجاز کے بارے میں کلام کی ہے لیکن انہوں نے مجاز سے وہ مراد نہیں لیا جو حقیقت (اور مجاز) کی قسم سے لیا جاتا ہے، بلکہ ان کے نزدیک آیت کا مجاز تھا جس سے کسی دوسری آیت کے بارے میں تعبیر و تفسیر ہو۔

## دوسری دلیل:

حقیقت اور مجاز میں لفظ کی تقسیم کا مطلب یہ ہوا ہے کہ حقیقت سے مراد یہ ہے کہ جس معنی کے لیے لفظ و ضع کیا گیا تھا اسی معنی میں استعمال کیا جائے اور مجاز سے مراد یہ ہے کہ جس معنی کے لیے لفظ و ضع کیا گیا تھا اس کے علاوہ دوسرے معنی میں استعمال کیا جائے۔ اس سے یہ لازم آتا ہے کہ لفظ کی وضاحت سے استعمال سے مقدم ہے جبکہ استعمال سے پہلے لفظ کو وضاحت کرنا صحیح نہیں ہے، سوائے اس کے جو یہ کہتا ہے کہ لغات اصطلاحات ہیں، جس کا عربوں سے ثبوت دینا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے، کیوں کہ لغت کا ذریعہ نقل ہے جو وضاحت ہونے کے بعد ہی ممکن ہے۔ چنانچہ امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

وَهَدَا إِنَّا صَحَّ عَلَى قَوْلِ مَنْ يَجْعَلُ الْلُّغَاتِ اصْطَلَاحَيْهِ فَيَدَعِي أَنَّ قَوْمًا مِنْ الْعَقَلَاءِ اجْتَمَعُوا وَاصْطَلَحُوا عَلَى أَنْ يُسَمُّوا هَذَا بِكَذَا وَهَذَا بِكَذَا وَيَجْعَلُ هَذَا عَامَّاً فِي جَمِيعِ الْلُّغَاتِ... وَالْمُفْصُودُ هُنَا أَنَّهُ لَا يُمْكِنُ أَحَدًا أَنْ يَنْفُلَ عَنِ الْعَرَبِ بَلْ وَلَا عَنْ أُمَّةٍ مِنَ الْأُمَمِ أَنَّهُ اجْتَمَعَ جَمَاعَةً فَوَضَعُوا جَمِيعَ هَذِهِ الْأَسْنَاءِ الْمَوْجُودَةِ فِي الْلُّغَةِ تُمُّ استَعْمَلُوهَا بَعْدَ الْوُضُعِ وَإِنَّمَا الْمَعْرُوفُ الْمُنْتَهُوُ بِالْتَّوَافِرِ اسْتِعْمَالُ هَذِهِ الْأَلْفَاظِ فِيمَا عَنْهُ بِكَا مِنَ الْمَعَانِي فَإِنْ ادْعَى مُدَعِّي أَنَّهُ يَعْلَمُ وَضْعًا يَتَعَدَّ دُلْكَ فَهُوَ مُبْطِلٌ۔ (۲۷)

## تیسرا دلیل:

لفظ کی حقیقت اور مجاز میں یہ تقسیم اسی صورت میں صحیح ہو سکتی ہے جب یہ معلوم ہو جائے کہ پہلی بار لفظ کی توضیح اور استعمال اس معنی میں تھا اور دوسری بار لفظ کی توضیح اور استعمال اس معنی میں تھا۔ چنانچہ اس کا معلوم ہونا ناممکن ہے۔

## چوتھی دلیل:

لفظ کو حقیقت اور مجاز میں استعمال کرنے کی یہ تقسیم درست نہیں ہے کیونکہ جس نے بھی اس کی تقسیم کی ہے وہ اس کی ایسی تعریف نہیں کر پایا جس سے حقیقت اور مجاز میں تمیز کی جاسکے کہ ایک لفظ کو حقیقت کے ساتھ خاص کیا جاسکے اور دوسرے لفظ کو مجاز کے ساتھ خاص کیا جاسکے، جس معنی کو مجاز کے تنازع میں لیا جاتا ہے وہ معنی حقیقت میں بھی موجود ہوتا ہے، جس سے یہ پتا چلتا ہے کہ یہ تقسیم باطل ہے۔ (۲۸)

علامہ سیوطیؒ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید میں حقائق ہیں:

لَا خلاف فِي وقْعِ الْحَقَّاَنِ فِي الْقُرْآنِ وَهِيَ كُلُّ لَفْظٍ بَقِيَ عَلَى مَوْضِعِهِ وَلَا تَقْدِيمٌ فِيْهِ

وَلَا تَأْخِيرٌ وَهَذَا أَكْثَرُ الْكَلَامِ۔ (۲۹)

قرآن مجید میں حقیقت کے وقوع پر کوئی اختلاف نہیں، جس کا مطلب یہ ہے کہ ہر لفظ اسی معنی میں ہو جس کے

یہ وضع ہوا تھا اور اس میں کوئی تقدیم و تاخیر نہیں ہے، علماء کی ایک کثیر تعداد کا یہی قول ہے۔  
پانچوں دلیل:

قاعدہ فقیہ ہے: الأصل فی الكلام الحقيقة۔<sup>(۳۰)</sup> یہ قاعدہ بھی اسی بات پر دلالت کرتا ہے کہ کلام میں اصلًاً حقیقت ہوتی ہے۔

### مجاز کے رد میں امام ابن تیمیہ کے دلائل کا جائزہ:

امام ابن تیمیہ مجاز کا انکار کرتے ہیں۔ انہوں نے حقیقت اور مجاز پر ایک رسالہ تحریر فرمایا، جو مجموع الفتاویٰ کی ساتوں جلد میں ہے۔ وہ اپنے موقف کی تائید کے لیے فرماتے ہیں:

ماہرین علم و فن ہر دو میں اپنے اقوال اور مکتوبات میں لغت کے وضع کندگان سے یہ کیسے قول نقل کرتے آرہے ہیں کہ یہ لفظ حقیقت ہے اور یہ لفظ مجاز ہے؟

یقیناً یہ نقل بھوٹ پر مبنی، کیوں کہ لغت و وضع کرنے والے علماء میں سے کسی ایک نے بھی یہ قول نقل نہیں کیا کہ انہوں نے کہا ہو کہ یہ حقیقت ہے اور یہ مجاز ہے۔ یہ درج ذیل نابغہ روزگار لوگوں میں سے کسی ایک سے بھی ثابت نہیں ہے کہ کسی ایک نے لفظ کی حقیقت اور مجاز میں تقسیم کی ہو کہ یہ لفظ حقیقت ہے اور یہ مجاز ہے: لغت و وضع کرنے والے علماء، ان کے تلامذہ، ائمہ لغت سے لغت روایت کرنے والے، اور اسی طرح صحابہ سے جنہوں نے قرآن مجید کی تفسیر کی ہے اور اس کے معانی بیان کیے، کسی سے بھی یہ مذکور نہیں ہے کہ یہ لفظ حقیقت ہے اور یہ لفظ مجاز ہے۔

امام ابن تیمیہ ہر طبقہ اور ہر علم کے ماہرین کا تفصیل سے ذکر کرتے ہیں کہ ان میں سے کسی سے بھی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ انہوں نے لفظ کو حقیقت اور مجاز میں تقسیم کیا ہو:

صحابہ کرام میں سے جیسے: حضرت عبد اللہ بن مسعود اور ان کے تلامذہ، حضرت عبد اللہ بن عباس اور ان کے تلامذہ، حضرت زید بن ثابت اور ان کے تلامذہ۔

تا'عین میں جیسے: مجاہد، سعید بن جبیر، عکرمه مولیٰ ابن عباس، ضحاک، طاؤوس، سدی اور قفارہ ہیں۔

ائمہ فقہاء مثلاً ائمہ اربعہ، امام ثوری، امام اوزاعی اور لیث بن سعد ہیں۔

اہل فقہ، اصول، تفسیر، حدیث، نحو، لغت کے ماہرین، مثلاً ابو عمرو بن علاء، ابو عمر و شیبیانی، ابو زید، اصمی، خلیل، سیبویہ، کسائی اور فرڑاء ہیں۔

اسی طرح جس نے سب سے پہلے اصول فقہ پر تصنیف کی ہے، وہ امام شافعی ہیں انہوں نے بھی کلام کو

حقیقت اور مجاز میں تقسیم نہیں کیا۔

امام محمد بن حسن جو متعدد کتب کے مصنف ہیں، نے بھی لفظِ حقیقت اور مجاز پر گفتگو نہیں کی۔

انہے میں سے کسی ایک کی کلام میں حقیقت اور مجاز پر بحث نہیں ملتی سوائے امام احمد بن حبل کے چنانچہ وہ کتاب ”الرد علی الزنادقة والجهمية“ میں بیان کرتے ہیں کہ قرآن مجید میں اتنا ، نہ کوئی اور اس طرح کے دیگر الفاظ لغت کے مجاز میں سے ہیں، جیسا کہ کوئی کہے: اتنا سنعطیک اور اتنا سنفعل۔

امام محمد بن حسن شبیانی کے تلامذہ اور وہ ائمہ جنہوں نے قرآن مجید میں مجاز کا انکار کیا ہے وہ درج ذیل ہیں: ابو الحسن خرزی، ابو عبد اللہ بن حامد، ابو الفضل تمیمی بن ابو الحسن تمیمی، محمد بن خویز منداد مالکی، داؤد بن علی، ان کے بیٹے ابو بکر بن داؤد، منذر بن سعید بلوٹی جنہوں نے اس موضوع پر کتاب بھی تالیف کی ہے۔ اسی طرح امام مالک، امام شافعی اور امام ابو حنیفہ میں سے کسی ایک نے بھی نہیں کہا کہ قرآن مجید میں مجاز ہے۔

علماء کا ایک گروہ وہ ہے، جس نے لغت میں بھی مجاز کا انکار کیا ہے۔ جیسے ابو سحاق اسفرائیں اور ابن عقیل نے قرآن مجید میں مجاز کا انکار کیا ہی ہے، وہ لغت میں بھی مجاز کا انکار کرتے ہیں۔ جیسا کہ وہ ایک جگہ لکھتے ہیں کہ نہ قرآن میں مجاز ہے اور نہ ہی عربی لغت میں مجاز پایا جاتا ہے۔

### لفظ کی حقیقت اور مجاز میں تقسیم

اصول فقہ میں متكلّمین کے ایک گروہ نے عربی لفظ کی حقیقت اور مجاز میں تقسیم کی ہے، چنانچہ بعض متاخرین کے نام درج ذیل ہیں جنہوں نے لفظ کی حقیقت اور مجاز میں تقسیم کی ہے:

امام رازی، آمدی، ابن حاچب، اسی طرح اہل کلام اور اہل رائے جیسے معزّلہ، اشاعرہ، ائمہ اربعہ کے اصحاب میں سے ایک کثیر تعداد نے کلام کو حقیقت اور مجاز میں تقسیم کیا ہے۔ ابو الحسن بصری، قاضی ابو طیب اور قاضی ابو یعلیٰ جیسے ائمہ کا گمان ہے کہ حقیقت اور مجاز کی یہ تقسیم عربوں نے کی ہے، اور یہ تقسیم عربوں سے توقیفاً حاصل ہوئی ہے۔ جیسا کہ اصول فقہ کے بعض مصنفین کی کتب میں یہ تقسیم پائی جاتی ہے۔

امام ابن تیمیہ ان پر رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ان کی غلطی ظاہر ہے، چنانچہ مجاز کے قائلین کے رد میں انہوں نے جو دلائل دیے ہیں، ذیل میں ان کا جائزہ پیش خدمت ہے:

### 1- حقیقت اور مجاز میں لغت کی تقسیم کا رد

ماجذ کے قائلین کا کہنا ہے کہ اسماء، الفاظ حقیقی ہوتے ہیں یا مجازی۔

امام ابن تیمیہ اس تقسیم کے رد میں فرماتے ہیں یہ تقسیم ثابت ہی نہیں، اور نہ ہی حقیقت اور مجاز کے

در میان کوئی معقول حد فاصل بیان کی جاتی ہے، چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

إِنَّمَا يَصْحُحُ إِذَا ثَبَّتَ الْفِسَامُ الْكَلَامَ إِلَى الْحَقِيقَةِ وَالْمَحَاجَزِ وَإِلَّا فَمَنْ يُنَازِعُكُمْ، وَيَقُولُ لَكُمْ: لَمْ تَذْكُرْ حَدًّا فَأَصِلًا مَعْقُولًا بَيْنَ الْحَقِيقَةِ وَالْمَحَاجَزِ يَتَمَيَّزُ بِهِ هَذَا عَنْ هَذَا؛ وَأَنَا أُطَالِّبُكُمْ بِذِكْرِ هَذَا الْفِرَقِ بَيْنَ النَّوْعَيْنِ.

أُو يَقُولُ: لَيْسَ فِي نَفْسِ الْأَمْرِ بِيَنْهُمَا فَرْقٌ ثَابِتٌ.

أُو يَقُولُ: أَنَا لَا أُنْبِئُ الْفِسَامَ الْكَلَامَ إِلَى حَقِيقَةِ وَجْهَانِ إِمَّا لِمَانِعِ عَقْلِيٍّ أُو شَرْعِيٍّ أُو غَيْرِ ذَلِكَ. أُو يَقُولُ: لَمْ يَثْبُتْ عِنْدِي الْفِسَامُ الْكَلَامَ إِلَى هَذَا وَهَذَا.

لفظ کی تقسیم اگر حقیقت اور مجاز میں ثابت ہو جائے تو یہ صحیح ہے اور اگر ثابت نہیں ہوتی، تو آپ کا مد مخالف آپ سے سوال کر سکتا ہے کہ آپ نے کوئی ایسی فیصلہ کن اور معقول تعریف نہیں کی، جو حقیقت اور مجاز میں فرق کرے اور میں آپ سے حقیقت اور مجاز میں فرق کرنے کا مطالبہ کرتا ہوں۔  
یاد ہے آپ سے یہ کہتا ہے کہ ان میں کوئی فرق ثابت نہیں ہے۔

یاد ہے کہتا ہے کہ میں ایک لفظ کی حقیقت اور مجاز میں تقسیم کو ثابت نہیں کر سکتا، اور یہ کسی عقلی یا پھر شرعی مانع وغیرہ کی وجہ سے ہے۔

یاد ہے کہتا ہے کہ میرے نزدیک ان اقسام میں لفظ کی تقسیم ثابت ہی نہیں۔

۲۔ ایک ہی لفظ میں حقیقت اور مجاز کا اختلاف، یہ مجاز کی نفی کی دلیل ہے۔

حقیقت اور مجاز کے قائلین نے کلام کے بعض حصے کو حقیقت اور بعض کو مجاز کہا ہے۔ بسا اوقات ایک ہی لفظ کو کبھی حقیقت میں اور کبھی مجاز میں استعمال کیا جاتا ہے۔  
۳۔ حقیقت اور مجاز کی یہ اصطلاح ایک نئی ایجاد ہے۔

ایک ہی لفظ کی حقیقت اور مجاز میں تفریق ایک نئی اصطلاح ہے، جس کے بارے میں عربوں، سابقہ امتوں میں سے کسی امت، صحابہ کرام، تابعین عظام اور سلف صالحین میں سے کسی نے بھی بحث نہیں کی۔ وہ موجودہ الفاظ سے ہی کلام کرتے تھے اور انہی الفاظ میں قرآن مجید نازل ہوا ہے۔ جدید اصطلاح کے مطابق گنتگو کرنے کو ترجیح حاصل ہے بشرطیکہ اس میں کوئی خرابی نہ ہو، اگر اس میں کوئی کوئی خرابی ہے تو پھر اس کو ترک کر دینا چاہیے۔ یہ اس صورت میں ہے جب اس میں معقول فرق ہو، اس وقت کیا صورت ہو گی جب اس میں غیر معقول فرق اور شرعی مفاسد ہوں، لہذا غلت میں عقلی، شرعی اور لغوی اعتبار سے ب ایجاد اطل ہے:

عقلی اعتبار سے اس طرح اطل ہے کہ حقیقت اور مجاز میں کوئی تمیز نہیں ہو سکتی۔

شرعی اعتبار سے اس طرح باطل ہے کہ اس میں ایسے مفاسد ہیں جن کا ازالہ کرنا شرعاً واجب ہے۔  
لغوی اعتبار سے اس طرح باطل ہے کہ یہ لغوی اوضاع میں تبدیلی راجح مصلحت کے خلاف ہے، جس میں  
مفاسد کا امکان ہے۔<sup>(۳۲)</sup>

امام ابن تیمیہ کے نزدیک مجاز کے مفاسد:

امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں کہ اگر یہ سوال کیا جائے کہ مجاز کے مفاسد (خرابیاں) کیا ہیں؟ تو وہ درج ذیل  
ہیں:

۱۔ حقیقت کے مقابلے میں لفظ مجاز خواہ وہ عوارض الفاظ میں سے ہو یا استعمال سے، اس سے یہی سمجھ  
آتی ہے کہ مجاز کا درج حقیقت کے درج سے کم ہے۔

اس میں قطعی کوئی اختلاف نہیں ہے کہ مجاز کا درج حقیقت سے کم ہے۔

۲۔ مجاز کے مفاسد میں سے یہ بھی ہے کہ قرآن مجید کے عموم کو مجاز بنا دیا گیا ہے۔ جیسا کہ بعض  
مصنفین نے اس پر کتب بھی تصنیف کی ہیں، مثلاً:

ا۔ تلخیص البيان فی مجازات القرآن، أبو الفضل محمد بن محمد بن العزی

ب۔ مجازات القرآن، أبو الحسن محمد بن طاهر الموسوی

ج۔ قانون التأویل، الإمام ابن العربي المالکی

۳۔ اللہ تعالیٰ نے جن الفاظ سے معانی کو ثابت کیا ہے، قائلین مجاز ان کی نفی کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ  
کے اسماء اور آیات میں الحادیرتے ہیں، جیسا کہ ملدین اہل بدعت کا طریقہ کار ہے کہ وہ مجاز میں وسعت سے کام  
لیتے ہیں۔<sup>(۳۳)</sup>

۴۔ یہ طریقہ مسہبہ، معطلہ اور مختزلہ وغیرہ کا ہے۔

دوسرے قول کے دلائل:

یہ قول تفریق پر مبنی ہے اور اس قول کے قائلین مجاز کے وقوع کے بارے میں یہ رائے رکھتے ہیں کہ  
قرآن و سنت میں مجاز نہیں، جس کے دلائل پہلے قول کے دلائل کے ضمن میں بیان کیے جا چکے ہیں اور جہاں تک ان  
کی یہ رائے ہے کہ لغت میں مجاز پایا جاتا ہے، تو اس کے دلائل میں تیسرے قول کے دلائل میں ملاحظہ فرمائیں:

تیسرے قول کے دلائل:

پہلی دلیل:

قاضی ابو یعلیٰ فرماتے ہیں:

فإن المجاز قد يكون أسبق إلى القلب، كقول الرجل لصاحبه: " تعال " ، أبلغ من قوله: يمنة ويسرة، وكذلك قوله: لزيد علي درهم، مجاز، وهو أسبق إلى النفس، من قوله: يلزمني لزيد درهم. وإذا كان يقع المجاز أكثر مما يقع بالحقيقة؛ صح الاحتجاج به. <sup>(٣٥)</sup>

(حقیقت کی بہبود) مجاز دل کے زیادہ قریب ہو سکتا ہے، اس کی مثال یہ ہے کہ جیسے کوئی شخص اپنے دوست سے کہے تعال (آؤ) یہ یمنہ اور یسرہ (دائیں ہو یا نیں ہو جاؤ) سے زیادہ بلغ ہے۔ اسی طرح یہ کہنا: زید کا ایک درہم مجھ پر قرض ہے، تو جلدی سمجھ آنے والا ہے جبکہ اس کے کہ وہ کہے زید کا ایک درہم مجھ پر لازم ہے۔ اگر مجاز حقیقت سے زیادہ استعمال ہوا ہو تو اس سے استدلال کرنا صحیح ہے۔

امام آمدی اس کی یہ دلیل پیش کرتے ہیں جسے امام ابن تیمیہ نے بھی ان سے نقل کیا ہے:

اہل لغت نے لفظ اسد کو بہادر انسان کے لیے اور حمار (گدھے) کو بیوقوف انسان کے لیے استعمال کیا ہے۔

حجۃ المشتبین أنه قد ثبت بإطلاق أهل اللغة اسم الأسد على الإنسان الشجاع والحمار على الإنسان البليد وقولهم ظهر الطريق ومتنه وفلان على جناح السفر وشابت ملة الليل وقامت الحرب على ساق وكبد السماء إلى غير ذلك وإطلاق هذه الأسماء لغة مما لا ينكر إلا عن عناد وعند ذلك فإما أن يقال إن هذه الأسماء حقيقة في هذه الصور أو مجازية لاستحالة حلو الأسماء اللغوية عنهما ما سوى الوضع الأول كما سبق تحقیقه لا جائز أن يقال بكل منهما حقيقة فيها لأنها حقيقة فيما سواها بالاتفاق

فإن لفظ الأسد حقيقة في السبع والحمار في البهيمة والظهر والمن و والساق والكبد في الأعضاء المخصوصة بالحيوان والملمة في الشعر إذا جاوز شحمة الأذن

وعند ذلك فلو كانت هذه الأسماء حقيقة فيما ذكر من الصور لكان اللفظ مشتركا ولو كان مشتركا لما سبق إلى الفهم عند إطلاق هذه الألفاظ البعض دون البعض ضرورة التساوي في الدلالة الحقيقة

ولا شك أن السابق إلى الفهم من إطلاق لفظ الأسد إنما هو السبع ومن إطلاق لفظ الحمار

<sup>(٣٦)</sup> إنما هو البهيمة وكذلك في باقي الصور.

دوسري دليل:

اور اسی طرح فرماتے ہیں:

وإن أهل الأعصار لم تزل تتناول في أقوالها وكتبها عن أهل الوضع تسمية هذا حقيقة وهذا مجاز. <sup>(٣٧)</sup>

یہ بات مسلسلہ ہے کہ ہر دور میں علمائے کرام اپنے اقوال اور نگارشات میں ائمہ لغت سے حقیقت اور مجاز کے اسماں نقل کرتے آئے ہیں۔

**تیسرا دلیل:**

قرآن مجید میں مجاز موجود ہے جو قرآن مجید، سنت مبارکہ اور عربی زبان میں مجاز جائز ہونے کی دلیل ہے، چنانچہ اس ضمن میں مجاز کے جواز کے قائلین علمائے اصول نے جو دلائل دیے ہیں ان میں سے چند اہم درج ذیل ہیں:

۱۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: (وَاسْأَلُ الْقَرِيْبَةَ الَّتِي كُنَّا فِيهَا)۔ (٣٨)

اس میں کہا گیا ہے کہ بستی سے سوال کرو، بستی سوال یہ مجاز ہے۔

۲۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: (جَدَارًا يُرِيدُ أَنْ يَنْقَضَ فَأَقَامَهُ)۔ (٣٩)

اس آیت میں یہ ہے کہ دیوار نے گرنے کا ارادہ کیا، جبکہ ارادہ جامد چیز نہیں کرتی بلکہ ذی شعور چیز کرتی ہے لہذا یہاں دیوار کے گرنے کا ارادہ یعنی یہ رید کا لفظ مجاز ہے۔

پہلی آیت کا جواب: قریب سے مراد اس کے ساکنین ہیں کیوں کہ لفظ قریب سے کبھی حال ساکنین مراد ہوتے ہیں اور کبھی محل یعنی جگہ مراد ہوتی ہے، چنانچہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرماتے ہیں:

لَفْظُ الْقَرِيْبَةِ وَالْمَدِيْنَةِ وَالنَّهَرِ وَالْمِيْزَابِ؛ وَأَمْثَالُ هَذِهِ الْأُمُورِ الَّتِي فِيهَا الْحَالُ وَالْمَحَالُ كِلَّا هُمَا دَاخِلٌ فِي الْإِسْمِ. ثُمَّ قَدْ يَعُودُ الْحُكْمُ عَلَى الْحَالِ وَهُوَ السُّكَّانُ وَتَارَةٌ عَلَى الْمَحَالِ وَهُوَ الْمَكَانُ... (٤٠)

دوسری آیت کا جواب: یہاں پر لفظ رید مقید استعمال ہوا ہے جس سے جمادات کا گرنا مراد ہے۔ لفظ الإِرَادَةِ قَدْ أَسْتَعْمِلَ فِي الْمَيْلِ الَّذِي يَكُونُ مَعَهُ شُعُورٌ وَهُوَ مَيْلُ الْحَيِّ وَفِي الْمَيْلِ الَّذِي لَا شُعُورٌ فِيهِ وَهُوَ مَيْلُ الْجُحْمَادِ وَهُوَ مِنْ مَشْهُورِ الْلُّغَةِ۔ (٤١)

اس آیت میں لفظ ارادہ میلان (جھکاؤ) کے معنوں میں استعمال ہوا ہے، جس کے ساتھ شعور ہوتا ہے اور وہ میلان زندہ آدمی کی کرف سے ہوتا ہے، جامد چیز کا میلان وہ لغت میں مشہور ہے۔ یعنی اس کا گرنا۔

**مجاز کے وجود اور عدم وجود کے بارے اختلاف کی حقیقت:**

مجاز کے ثبوت اور انکار کے بارے میں میں اہل سنت کے درمیان یہ اختلاف لفظی ہے، حقیقی نہیں ہے، کیونکہ قرآن کریم میں ایک ہی وقت میں حقیقت بھی ثابت ہوتی ہے اور مجاز بھی، جیسا کہ راقم الحروف کے استاد مکرم اسلامی یونیورسٹی کے پروفیسر شیخ محمد حسین جیزی انی رقطراز ہیں:

إذ يمكن إثبات صفات الله تعالى على حقيقتها ووجهها اللائق به سبحانه ونفي المجاز عنها، وفي الوقت نفسه يمكن إثبات المجاز فيما عدا آيات الصفات، كقوله تعالى:

(وَاسْأَلِ الْقُرْيَةَ) <sup>(٣٢)</sup>

ایک ہی وقت میں اللہ تعالیٰ کی صفات کو ان کی حقیقت پر ایسے ثابت کرنا، جیسے وہ اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہیں اور ان سے مجاز کی نفی بھی کرنا ہے، اسی لمحے صفات کی آیات کے علاوہ دیگر آیات میں مجاز کو بھی ثابت کیا جاسکتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: (وَاسْأَلِ الْقُرْيَةَ) <sup>(٣٣)</sup>

اس آیت کا بظاہر مطلب یہ ہے کہ بستی سے سوال کرو، بستی سے حقیقتاً سوال نہ ہونے کی وجہ سے اس کو مجازی معنوں میں شمار کیا جاتا ہے اور یہ قرآن مجید میں مجاز کی مثال ہے۔

امام ابن تیمیہ <sup>ر</sup> کے شاگرد رشید امام ابن رجب <sup>ح</sup> حقیقت اور مجاز کے اختلاف کی حقیقت اور مجاز کے قائلین اور متنرین کے اقوال میں جمع و تفہیق کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وَمَنْ أَنْكَرَ الْمَجَازَ مِنَ الْعُلَمَاءِ فَقَدْ يُنْكِرُ إِطْلَاقَ اسْمِ الْمَجَازِ؛ لِثُلَّا يَوْهُمْ هَذَا الْمَعْنَى الْفَاسِدُ، وَيَصِيرَ ذَرِيعَةً لِمَنْ يَرِيدُ حَقَائِقَ الْكِتَابِ وَالسُّنْنَةِ وَمَدْلُولَاتِهِمَا.

وَيَقُولُ: غَالِبُ مَنْ تَكَلَّمَ بِالْحَقِيقَةِ وَالْمَجَازُ هُمُ الْمُعْتَلُونَ وَنَحْوُهُمْ مِنْ أَهْلِ الْبَدْعِ وَتَطَرُّقُوا بِذَلِكَ إِلَى تَحْرِيفِ الْكَلْمَنْ عَنْ مَوَاضِعِهِ، فَيَمْنَعُ مِنَ التَّسْمِيَّةِ بِالْمَجَازِ، يَجْعَلُ جَمِيعَ الْأَلْفَاظِ حَقَائِقَ. <sup>(٣٤)</sup>

علمائے کرام میں سے جو مجاز کا انکار کرتے ہیں، وہ اس کے اطلاق کا انکار کرتے ہیں، تاکہ جو شخص کتاب و سنت کے حقائق اور مدلولات کا ارادہ رکھتا ہے اس کو مجاز کے فاسد معنوں کا وہم نہ ہو اور نہ ہی فاسد معنوں کا ذریعہ بنیں۔ حقیقت اور مجاز کے بارے میں سب سے زیادہ گفتگو معتزلہ اور ان کے ہم خیال اہل بدعت لوگوں نے کی ہے ان لوگوں کے کلام میں تحریف کی تلاش میں رہنے کی وجہ سے بھی انہوں نے مجاز کا انکار کیا ہے اور تمام الفاظ کو حقیقت کہا ہے۔

ابن قدامہ مقدسی قرآن مجید میں مجاز کے وقوع پر دلیل دینے کے بعد بڑی صراحةً اس اختلاف کو لفظی قرار دیتے ہیں، چنانچہ وہ فرماتے ہیں:

وذلك كله مجاز، لأنه استعمال اللفظ في غير موضوعه. ومن منع ذلك فقد  
كابر. ومن سلم وقال: لا أسميه مجازاً: فهو نزاع في عبارة لا فائدة في المشاحة فيه. والله  
أعلم. <sup>(٢٥)</sup>

جس کا مفہوم یہ ہے کہ: قرآن مجید میں بہت ساری آیات ایسی ہیں جو مجاز پر مشتمل ہیں، چنانچہ جو مجاز کا انکار  
کرتا ہے وہ حق بات کا انکار کرتا ہے اور جو تسلیم کرتا ہے وہ اس کو مجاز نہیں کہتا بلکہ دوسرے اطلاعات سے تعبیر کرتا  
ہے، بہر صورت یہ اختلاف لفظی ہے جس کی بنیاد ایک اصطلاح ہے اور اصطلاح میں کوئی جگہ را نہیں ہوتا۔

### خلاصہ کلام:

امام ابن تیمیہ نے حقیقت کی تین اقسام بیان کی ہیں، حقیقت لغوی، شرعی اور عرفی اور جہاں تک مجاز کے  
بارے میں بحث ہے، تو وہ قرآن کریم، سنت رسول اللہ ﷺ اور لغت عرب میں مجاز کا انکار کرتے ہیں جبکہ ان کے تلامذہ  
اور ہم خیال ائمہ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ لغت عرب میں مجاز موجود ہے۔ قرآن مجید عربی زبان میں نازل ہوا ہے، رسول  
اللہ ﷺ کو جو امعن الکلم عطا کیے گئے تھے اور آپ ﷺ کی زبان بھی عربی تھی۔ قرآن مجید اور رسول اللہ ﷺ کی  
زبان عربی اسلوب کے مطابق تھی، لہذا قرآن مجید اور عربی زبان میں تفریق کرنا قرین قیاس نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے  
کہ عربی زبان میں اگر مجاز ثابت ہو جاتا ہے تو قرآن مجید اور سنت رسول سے اس کا انکار کرنا بلا وجہ معلوم ہوتا ہے۔  
ہر لفظ کی یہ تحدید کرنا ممکن ہے کہ اس لفظ کا پہلا استعمال، ان معنوں میں تھا اور دوسرا استعمال ان معنوں  
میں ہے۔ البتہ شرعی، عرفی یا تاریخی اصطلاحات جو عربی زبان کے مقابلے میں بہت تھوڑی بین کی تحدید ممکن ہے۔

## حوالہ جات

١. قرآن کریم، سورة الزمر، الآية: ٧١.
٢. الرازی، زین الدین أبو عبد الله محمد بن أبي بکر بن عبد القادر الحنفی (المتوفی: ٦٦٦ھـ)، مختار الصحاح ، ص: ٧٧، المحقق: یوسف الشیخ محمد، الناشر: المکتبة العصریة - الدار النمودجیة، بیروت - صیدا.
٣. احمد بن محمد بن علی الفیومی ثم الحموی، أبو العباس (المتوفی: نحو ٧٧٠ھـ)، المصباح المنیر فی غریب الشرح الکبیر، ص: ٧٨، الناشر: المکتبة العلمیة - بیروت.
٤. الجرجانی، علی بن محمد بن علی، کتاب التعريفات، ص: ١٢١، تحقیق و تعلیق: إبراهیم الأیاری، مکتبة دار الکتاب العربي، بیروت، الطبعة الرابعة، ١٤١٨ھـ - ١٩٩٨م.
٥. الشیرازی، أبو اسحاق إبراهیم بن علی بن یوسف (المتوفی: ٤٧٦ھـ) اللمع فی أصول الفقه، ص: ٨. الناشر: دار الکتب العلمیة، الطبعة: الطبعة الثانية ٢٠٠٣ م - ١٤٢٤ھـ.
٦. ابن تیمیہ تقی الدین أبو العباس احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام بن عبد الله بن أبي القاسم بن محمد الحرانی الحنفی (المتوفی: ٧٢٨ھـ)، جمیع الفتاوی، ٥ / ٢٠٠٧، ٩٠ . تحقیق: عبد الرحمن بن محمد بن قاسم، مجمع الملك فهد لطباعة المصحف الشریف، المدینة النبویة، المملكة العربية السعودية، ١٤١٦ھـ / ١٩٩٥م / طبعة دار الوفاء (أنور الباز وعامر الجزار) ط ١٤٢٦، ٣ / ٢٠٠٥ م / مکتبة النہضۃ الحدیثۃ، بمکة المکرمة، الطبعة ١٤٠٤ھـ.
٧. الشیرازی، أبو اسحاق إبراهیم بن علی بن یوسف (المتوفی: ٤٧٦ھـ) اللمع فی أصول الفقه، ص: ٨. الناشر: دار الکتب العلمیة، الطبعة: الطبعة الثانية ٢٠٠٣ م - ١٤٢٤ھـ.
٨. إبراهیم مصطفی / احمد الزیات / حامد عبد القادر / محمد النجار، المعجم الوسیط، ص: ١٤٦ / ١٢١ الناشر: دار الدعوة مجمع اللغة العربية بالقاهرة .؛ الجرجانی، علی بن محمد بن علی، کتاب التعريفات، ص: ١٥٧-١٥٨، تحقیق و تعلیق: إبراهیم الأیاری، مکتبة دار الکتاب العربي، بیروت، الطبعة الرابعة، ١٤١٨ھـ - ١٩٩٨م.
٩. مجموع الفتاوی ٧ / ٩٠ .

- ٧ - ابن قدامة المقدسي، أبو محمد موفق الدين عبد الله بن أحمد بن محمد الجماعيلي المقدسي ثم الدمشقي الحنفي، الشهير (المتوفى: ٦٢٠هـ)، روضة الناظر، ٢٠٦ / ١. الناشر: مؤسسة الريان للطباعة والنشر والتوزيع، الطبعة: الطبعة الثانية ١٤٢٣هـ - ٢٠٠٢م.
- ٨ - مجموع الفتاوى ٧ / ٩٦.
- ٩ - مجموع الفتاوى ٧ / ٩٦-٩٧. البخاري، عبد العزيز بن أحمد، علاء الدين الحنفي ، كشف الأسرار عن أصول فخر الإسلام البزدوي، ١ / ٦١ ، دار النشر: دار الكتاب الإسلامي /.
- ١٠ - تحقيق: عبد الله محمود محمد عمر، دار الكتب العلمية - بيروت - ١٤١٨هـ - ١٩٩٧م. سورة النساء، الآية: ٩٢.
- ١١ - آل ابن تيمية، بدأ بتصنيفها الجد: مجد الدين عبد السلام بن تيمية (ت: ٦٥٢هـ) ، وأضاف إليها الأب، عبد الحليم بن تيمية (ت: ٦٨٢هـ) ، ثم أكملها لابن الحفيد: أحمد بن تيمية (٧٢٨هـ) ، المسودة في أصول الفقه، ص: ١٦٨. المحقق: محمد محيي الدين عبد الحميد، الناشر: دار الكتاب العربي.
- ١٢ - سورة المائدة، الآية: ٦٤.
- ١٣ - مجموع الفتاوى ٦ / ٣٦٣.
- ١٤ - السيوطي عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين (المتوفى: ٩١١هـ)، الإتقان في علوم القرآن، ٢ / ١١٢. المحقق: محمد أبو الفضل إبراهيم، الناشر: الهيئة المصرية العامة للكتاب / مترجم: مكتبة العلم بلاهور.
- ١٥ - ابن قدامة المقدسي، أبو محمد موفق الدين عبد الله بن أحمد بن محمد الجماعيلي المقدسي ثم الدمشقي الحنفي، الشهير (المتوفى: ٦٢٠هـ)، لمعة الإعتقداد، ص: ٤٢٣، الناشر: وزارة الشؤون الإسلامية والأوقاف والدعوة والإرشاد - المملكة العربية السعودية، الطبعة: الثانية، ١٤٢٠هـ - ٢٠٠٠م.؛ مجموع الفتاوى ، ٥ / ٢٠٠-٢٠١؛ الشنقيطي، محمد الأمين بن محمد المختار بن عبد القادر الجعكاني (المتوفى: ١٣٩٣هـ)، أضواء البيان في إيضاح القرآن بالقرآن، مجلد ١٠، الناشر: دار الفكر للطباعة و النشر و التوزيع بيروت - لبنان، عام النشر: ١٤١٥هـ - ١٩٩٥م بحث: منع جواز المجاز في المنزل للتبعد والإعجاز، ص: ٤٠٩.

١٦. مجموع الفتاوى ، ٥/٢٦ ، ١٩٤-١٩٧/٦ ، ٣٥٤/٧ ، ٨٧/٥ ، ٢٦-٣٠/٥ .
١٧. التعريفات، ص: ٢٥٧
- علي حیدر خواجہ أمین أفندي (المتوفی: ١٣٥٣ھـ)، درر الحکام فی شرح مجلہ الأحكام، ص: ٢٥؛ تعریف: فہمی الحسینی، الناشر: دار الجبل، الطبعہ: الأولى، ١٤١١ھـ - ١٩٩١م.
١٨. مذکرة في أصول الفقه، ص: ١١٢ .
١٩. ابن النجاشی، تقی الدین أبو البقاء محمد بن أحمد بن عبد العزیز بن علی الفتوحی (المتوفی: ٩٧٢ھـ) شرح الكوکب المنیر، ١/١٦٨-١٦٧، المحقق: محمد الزحیلی و نزیہ حماد، الناشر: مکتبۃ العیکان، الطبعہ: الطبعۃ الثانية ١٤١٨ھـ - ١٩٩٧م.
٢٠. المسودة في أصول الفقه ص: ٥٦٩. السبکی، تقی الدین أبو الحسن علی بن عبد الكافی بن علی بن تمام بن حامد بن یحییٰ و ولدہ تاج الدین أبو نصر عبد الوهاب (المتوفی سنة: ٧٨٥ھـ) الإیجاج فی شرح المنهاج "منهاج الوصول إلی علم الأصول للقاضی البیضاوی" ١/٣٠٥ . الناشر: دار الكتب العلمیة - بیروت، عام النشر: ١٤١٦ھـ - ١٩٩٥م.
٢١. سورة الأحزاب، الآیة: ٢٧ .
٢٢. سورة النساء، الآیة: ١٢ .
٢٣. المسودة في أصول الفقه ص: ٥٦٩ .
٢٤. الإیجاج ١/٢٩٦، شرح الكوکب المنیر، ١/١٩١-١٩٢. الامدی، أبو الحسن سید الدین علی بن أبي علی بن محمد بن سالم التعلی (المتوفی: ٦٣١ھـ)، الإحکام فی أصول الأحكام، ١/٧٢-٧٣. المحقق: عبد الرزاق عفیفی، الناشر: المکتب الإسلامی، بیروت - دمشق - لبنان.
٢٥. ابن تیمیہ تقی الدین أبو العباس أحمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام بن عبد الله بن أبي القاسم بن محمد الحرانی الحنفی الدمشقی (المتوفی: ٧٢٨ھـ)، کتاب الإیمان، ص: ٧٣-٧٤، تحقیق: خرج أحادیثه محمد ناصر الدین الألبانی، الناشر: المکتب الإسلامی - بیروت، الطبعہ: الرابعة - ١٤١٣ھـ - ١٩٩٣م. شرح الكوکب المنیر، ١/١٩٢-١٩١ الإیجاج ١/٢٩٧ .
٢٦. الهندی، صفی الدین محمد بن عبد الرحیم الأرمومی (٧١٥ھـ)، نهایة الوصول فی درایة الأصول، ٢/٣٢٢، ٣٢٦، تحقیق: د. صالح بن سلیمان الیوسف - د. سعد بن سالم

- السویح، رسالتا دکتوراہ بجامعة الإمام بالرياض، الناشر: المكتبة التجارية بمکة المكرمة،  
الطبعة: الأولى، ١٤١٦ هـ - ١٩٩٦ م. الإحکام للأمدي ١/٧٢، ٧٤.
- ٢٥ الإیجاج ٢٩٦ شرح الكوكب المنیر، ١/١٩١-١٩٢.
- ٢٦ مجموع الفتاوی ، ابن تیمیہ، ٧/٨٨.
- ٢٧ مجموع الفتاوی ٧/٩٠-٩١.
- ٢٨ مجموع الفتاوی ، ابن تیمیہ، ٧/٩٦، ٩٦/٢٠، ٤٨٥، ٤٥٢/٢٠، ١٠٧، ٩٦. ابن قیم الجوزیہ محمد بن أبي  
بکر بن أبيوبن سعد شمس الدین (المتوفی: ٧٥١ھـ)، مختصر الصواعق المرسلة علی الجھمیة  
والمعطلة، ٢٣٧/٢، مختصر: محمد بن محمد بن عبد الکریم بن رضوان البعلی شمس الدین،  
ابن الموصلی (المتوفی: ٧٧٤ھـ)، المحقق: سید ابراهیم، الناشر: دار الحدیث، القاھرۃ - مصر،  
الطبعة: الأولى، ١٤٢٢ هـ - ٢٠٠١ م.
- ٢٩ الإیقان في علوم القرآن ، ٢/٩٧.
- ٣٠ الزرقا، أحمد بن الشيخ محمد [١٢٨٥ هـ - ١٣٥٧ هـ] شرح القواعد الفقهیة، ص: ١٢٣،  
(مادة: ١٢). تصحیح وتعليق: مصطفیٰ أحمد الزرقا، الناشر: دار القلم - دمشق / سوریا،  
الطبعة: الثانية، ١٤٠٩ هـ - ١٩٨٩ م.
- ٣١ مجموع الفتاوی ٢٠/٤٠٧.
- ٣٢ مجموع الفتاوی ٢٠/٤٠٨.
- ٣٣ مجموع الفتاوی ٢٠/٤٥٤-٤٥٥.
- ٣٤ مجموع الفتاوی ٢٠/٤٥٨.
- ٣٥ القاضی أبویعلی ، محمد بن الحسین بن خلف ابن الفراء (المتوفی: ٤٥٨ھـ)، العدة في  
أصول الفقه، ٢/٧٠١-٧٠٢. تحقیق و تعلیق: د احمد بن علی بن سیر المبارکی، الأستاذ  
المشارک في کلیة الشريعة بالرياض - جامعۃ الملک محمد بن سعود الإسلامية، الناشر : بدون  
ناشر، الطبعة: الثانية ١٤١٠ هـ - ١٩٩٠ م.
- ٣٦ الإحکام في أصول الأحکام للأمدي ١/٧٢-٧٣.
- ٣٧ الإحکام في أصول الأحکام للأمدي ١/٧٣.

- ٣٨ سورة يوسف، الآية: ٨٢.
- ٣٩ سورة الكهف، الآية: ٧٧.
- ٤٠ مجموع الفتاوى ١١٢/٧.
- ٤١ مجموع الفتاوى ١٠٨/٧.
- ٤٢ محمد بن حسین بن حسین الجیزی، معالم أصول الفقه عند أهل السنة والجماعة، ص: ١١٢.
- ٤٣ الناشر: دار ابن الجوزی، الطبعة: الطبعة الخامسة، ١٤٢٧ هـ.
- ٤٤ معالم أصول الفقه عند أهل السنة والجماعة، ص: ١١٢.
- ٤٥ ابن رجب الحنبلي، زین الدین عبد الرحمن بن احمد بن رجب بن الحسن، السلاّمي،  
البغدادي، ثم الدمشقي، الحنبلي (المتوفى: ٧٩٥ هـ) رواي التفسير (الجامع لتفسیر الإمام  
ابن رجب الحنبلي) ٢٢٥/٢. جمع وترتيب: أبي معاذ طارق بن عوض الله بن محمد،  
الناشر: دار العاصمة - المملكة العربية السعودية، الطبعة: الأولى ١٤٢٢ - ٢٠٠١ م.
- ٤٦ ابن قدامة المقدسي، أبو محمد موفق الدين عبد الله بن أحمد بن محمد الجماعيلي المقدسي ثم  
الدمشقي الحنبلي، الشهير (المتوفى: ٦٢٠ هـ)، روضة الناظر وجنة المناظر، ١/ ١٨٢ - ١٨٣.  
ط. الريان ١/٢٠٦-٢٠٧. الناشر: مؤسسة الريان للطباعة والنشر والتوزيع، الطبعة: الطبعة  
الثانية ١٤٢٣ هـ-٢٠٠٢ م.